تالیف

مرکزی ناظم اعلیٰ اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ پاکستان

تقدیم

مرکزی امیر: اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ پاکستان

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور روڈ سرگودہا 0321-6353540

نام کتاب...اصول مناظرہ

مولف..................................مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

تقدیم...مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ

بار اشاعت .... اول اکتوبر 2011ء

تعداد..1100

باہتمام...احناف میڈیا سروس

ناشر.......................................مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

ملنے کے پتے:

دار الایمان زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

استاذ العلماء شیخ التفسیر حضرت مولانا **منیر احمد منور** حفظہ اللہ

مرکزی امیر: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

1: حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مضامین قرآن کا خلاصہ پانچ علوم ہیں:

(۱) علم الاحکام: جن میں اعتقادی، عملی اور اخلاقی تینوں قسم کے احکام شامل ہیں۔

(۲) علم المخاصمہ: یعنی ہر زمانے کے اہل باطل کے مقابلے میں دلائل کے ساتھ احقاق حق، ابطال باطل اور حق کے بارے میں اہل باطل کی طرف سے پیدا کردہ شکوک وشبہات کے جواب دینا اور جب اہل باطل کے ساتھ روبرو، بالمشافہ احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے کسی خاص موضوع پر گفتگو ہو تو اس کا نام ''مناظرہ'' ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے ساتھ مناظرہ کیا جو مدعی ربوبیت تھا (پارہ۳)۔ توحید باری تعالیٰ کے اثبات اور الوہیت اصنام کی نفی پر ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بت پرست مشرک قوم کے ساتھ مناظرہ کیا۔ (پارہ۱۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الوہیت عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ پر وفد نصاریٰ کے ساتھ مسجد نبوی میں مناظرہ کیا۔ (پارہ۳)

نیز حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کے حکم پر ''تحکیم'' کے مسئلہ پر خوارج کے ساتھ مناظرہ کیا۔ اسی طرح ماضی کے ہر دور میں اہل باطل کے ساتھ مناظرہ جات کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ جیسے شریعت کے اعتقادی احکام کی تحقیق کے نتیجہ میں ''علم الکلام''، عملی احکام کی تحقیق کے نتیجہ میں ''علم الفقہ'' اور اخلاقی احکامات کی تحقیق کے نتیجہ میں ''علم تصوف'' وجود میں آیا۔ ایسے ہی قرآن کریم کے ''علم المخاصمہ'' کے اصول وقواعد پر تحقیق کے نتیجہ میں علم مناظرہ معرض وجود میں آیا، اور اس پر متعدد کتب مدون ہوئیں۔

پس جیسے دین کے اعتقادی احکام کی تشریح وتفصیل کیلئے ''علم الکلام'' ضروری ہے ، دین کے عملی احکام کی تشریح وتفصیل کیلئے ''علم الفقہ'' ضروری ہے، علم کے اخلاقی احکام کی تشریح وتفصیل کیلئے ''علم التصوف'' ضروری ہے، اسی طرح اہل باطل کے مقابلے میں احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے ''علم مناظرہ'' اور اس کے اصول وقواعد سے آگاہ ہونا بھی ضروری ہے۔ اس لئے حضرت تھانوی کی کتاب ''الانتباہات المفیدہ'' از حد مفید ہے۔

2: بعض حضرات فرماتے ہیں کہ بعض فقہاء کرام نے مناظرہ کو ''مکروہ'' لکھا ہے ، جب کہ بعض نے ''حرام'' لکھا ہے ان کی خدمت عرض ہے کہ فقہاء کرام کی یہ بات ادھوری نقل کی جاتی ہے۔ پوری بات یہ ہے:

''أَلْمُنَاظَرَةُ فِي الْعِلْمِ لِنُصْرَةِ الْحَقِّ عِبَادَةٌ وَلِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ حَرَامٌ، لِقَهْرِ مُسْلِمٍ، وَاِظْهَارِ عِلْمٍ، وَنَيْلِ دُنْيَا أَوْمَالٍ أَوْقُبُوْلٍ''۔

(الدر المختار لعلاء الدين الحصكفى ج۹ص۴۰۶)

(كتاب الحظر و الاباحة، باب الاستبراء و غيره)

غلبہ حق کیلئے مناظرہ عبادت ہے اور تین اغراض میں سے کسی ایک کے لیے حرام ہے۔ محض دوسرے مسلمان کو مغلوب کرنا مقصود ہو یا اظہار علم مطلوب ہو یا مال ومتاع اور لوگوں میں اپنی مقبولیت مقصود ہو تو حرام ہے۔

جیسا کہ امام ابو یوسفؒ امام اعظم ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ سے علم الکلام کی مذمت منقول ہے۔ لیکن یہ مذمت تب ہے جب کوئی عالم علم الکلام کے کلامی یا اعتقادی مسائل میں اس قدر مشغول ومنہمک ہو کہ دین کے عملی اور اخلاقی احکام سے غافل ہو جائے۔ لیکن اگر دین کے عملی واخلاقی مسائل اور ان پر عمل سے غفلت نہ ہو تو پھر اعتقادی مسائل پر تحقیق اور ان کا پڑھنا پڑھانا دین وایمان کی ایک بنیادی محنت اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ صرف مناظرہ اور علم کلام کی بات نہیں بلکہ دین کے ہر علمی اور عملی کام کے متعلق شرعی قاعدہ یہ ہے کہ اگر وہ کام اخلاص و تصحیح نیت کے ساتھ ہو تو صحیح اور باعث سعادت ہے اور اگر فاسد نیت یعنی کسی دنیاوی غرض کی خاطر ہو تو وہ کام آخرت کے لحاظ سے فاسد اور باعث شقاوت ہے۔ مناظرہ جات کو بھی اسی شرعی قاعدہ کے میزان پر تول کر حکم کا فیصلہ کرنا چاہئے۔

3: بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مناظرہ کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ کوئی مانتا تو ہے نہیں۔ ایسے حضرات سے ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا بت پرست قوم نے لاجواب ہونے باوجود ابراہیم علیہ السلام کی بات مان لی تھی؟ ماننا تو کجا انہوں نے کہا'' حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْا لِهَتَكُمْ .''

ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے ساتھ مناظرہ کیا، وہ '' فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ '' کا مصداق بنا، لیکن اپنی ضد پر قائم رہا۔ کیا یہود ونصاریٰ نے لاجواب ہو جانے کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لی تھی؟ دراصل اہل حق کا کام اہل باطل کو منوانا اور ہدایت دینا نہیں،

بلکہ اہل حق کا کام دلائل کے ساتھ حق و باطل کا امتیاز سمجھانا ہے۔ پھر مناظرہ کا مقصد اہل باطل کو سمجھانے میں منحصر نہیں بلکہ مناظرہ سے اصل غرض اور اصل مطلوب اپنے ان بندوں کو مطمئن کرنا اور ان لوگوں کے دین و ایمان کی حفاظت کرنا ہے جن کو اہل باطل شکوک وشبہات اور وساوس میں ڈال کر شک وتذبذب میں مبتلاء کر دیتے ہیں۔

یہ فائدہ الحمدللہ العزیز مناظرہ کماحقہ حاصل ہو جاتا ہے۔ جب کہ مناظرہ سے انکار کی صورت میں ان شکوک زدہ لوگوں کے گمراہ ہونے کا شدید خطرہ ہے۔ بارہا مناظرہ جات کے بعد ایسے لوگوں نے نہ صرف یہ کہ مناظرین کا شکریہ ادا کیا بلکہ انہوں نے اپنا یہ تأثر ظاہر کیا کہ ہم گمراہی کے آخری کنارہ پر پہنچ چکے تھے، لیکن اس مناظرہ کے نتیجہ میں ہم گمراہی سے بچ گئے۔

جب مناظرہ کے پس منظر میں مندرجہ بالا حالات کو پیش نظر رکھا جائے تو ہر فکر مند اور دانش مند آدمی کا یہی فیصلہ ہوگا کہ واقعی ان حالات میں مناظرہ کرنا فرض کے درجہ تک ضروری ہے وہ حالات یہ ہیں کہ ہمارے معاشرے میں رشتے داریوں، دوستانہ تعلقات، کاروباری اشتراک اور باہمی معاملات کی وجہ سے اہل باطل مثلاً غیر مقلدین کے ہر فرد کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے تعلق داروں پر اپنا رنگ چڑھا جما کر ان کو اپنے باطل مذہب کی لائن پر چڑھا دے۔ چنانچہ اس کے لیے وہ ان کو اپنے علماء کی مجالس میں لے جاتے ہیں، ان کی تقریریں سنواتے ہیں، اپنی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کراتے ہیں اور ان کو قادیانیوں کی طرح قرآن وحدیث کی من گھڑت دلیلیں سنا سنا کر یہ تاثر دیتے ہیں کہ بس قرآن وحدیث ہمارے پاس ہے، ہم قرآن وحدیث کی بات کرتے ہیں جبکہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی سب فرقے ہیں۔

ان میں سے ہر ایک اپنے امام، اپنے مسلک، اپنی فقہ اور اپنے فرقہ کی بات کرتا ہے۔ مگر غیر مقلدین خالص قرآن وحدیث کی بات کرتے ہیں۔ نیز فقہ وفقہاء کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر کے ان کو فقہ وفقہاء سے متنفر کرنے کی بھی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سنی آدمی کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ وہ اپنے مذہب کی لائن بدلنے سے پہلے غیر مقلدین کے مذہب سے باخبر کسی سنی عالم سے تحقیق کر لے۔

غیر مقلدین کو پتہ ہوتا ہے کہ اگر اس نے اپنے سنی عالم سے تحقیق کر لی تو یہ شکار ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اس لئے وہ اس کو کہتے ہیں کہ آپ عالم نہیں آپ کو کیا پتہ کے وہ سچ بولتے ہیں کے جھوٹ؟ لہذا مناظرہ کراتے ہیں۔ ہم اپنا ایک عالم بلاتے ہیں آپ اپنا کوئی عالم بلا لیں وہ

مناظرہ کرینگے ہم سنیں گے۔ جس کے پاس قرآن وحدیث کے دلائل مضبوط ہوں گے آپ اس کے مذہب کو تسلیم کر لینا۔

ہمارے علماء تو ہر وقت تیار ہیں، آپ اپنا کوئی عالم بلالیں۔ پھر جھوٹے قصے سنائیں گے کہ فلاں فلاں جگہ، فلاں فلاں موقع پر ہمارے علماء نے خوب قرآن وحدیث پیش کیا اور تمہارے علماء بھاگ گئے، قرآن وحدیث پیش نہ کر سکے۔ پھر یہ بات دو آدمیوں تک محدود نہیں رہتی بلکہ دونوں طرف کے متعدد افراد شامل ہو جاتے ہیں۔ اب ان سنی حضرات کے گمراہ ہونے یا نہ ہونے کا دارو مدار صرف ''مناظرہ'' پر رہ جاتا ہے۔ وہ جاتے ہیں اپنے سنی علماء کے پاس اگر ہمارے علماء انکار کر دیں تو یہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ واقعی ان کے پاس قرآن وحدیث نہیں ہے پس اگر انکار کی صورت میں گمراہ ہو جاتے ہیں تو اس کا ذمہ دار کون؟ لہذا ایسے حالات میں مناظرہ فرض ہو جاتا ہے۔

4: بعض حضرات کہتے ہیں کہ مناظروں میں جھگڑے اور لڑائی کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے اس سے بچنا چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ سب مناظروں میں لڑائی جھگڑا ہوتا ہے یا بعض میں؟ اگر پہلی شق مراد ہے تو یہ خلاف واقعہ ہے۔ بہت سارے مناظرتے ہوتے ہیں اور بڑے پر امن ماحول میں ہوتے ہیں اور اگر بعض مناظروں میں لڑائی کا خطرہ ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ بعض تقریروں میں، بعض جلسوں میں، بعض مساجد بنانے میں، بعض مدارس قائم کرنے میں اور بعض جگہ تبلیغی جماعتوں کے لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں۔ تو کیا بعض مواقع میں لڑائی جھگڑے کے خوف کی وجہ سے وہ سارے سلسلہ بند کر دیئے گئے ہیں؟ اگر ان امور پر لڑائی جھگڑے کے پیش آنے کے باوجود یہ سب سلسلے رواں دواں چل رہے ہیں تو مناظرہ جات کا سلسلہ کیوں بند کا جائے؟

5: فقہاء کرام نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر اہل باطل مناظر دھوکہ بازی، چال بازی اور مغالطہ آمیزی سے کام لے تو اس کے مقابلے میں اہل حق کا مناظر بھی اس کی اس فریب کاری کے مقابلہ میں مغالطہ آمیزی اور حیلہ سازی اختیار کرے تو جائز ہے۔ چنانچہ مجمع الانہر میں ہے:

''والتعنت لدفع التعنت مشروع''.

دھوکہ بازی اور چال بازی کے مقابلے میں دھوکہ بازی اور چال بازی کرنا جائز ہے۔

مولانا امین صاحب رحمہ اللہ نے اپنا واقعہ سنایا کہ بہاولنگر کی طرف عبدالقادر روپڑی کے ساتھ مناظرہ تھا۔ اس نے ایک حدیث پیش کی میں نے اس کے ایک راوی پر جرح کی، تو روپڑی

صاحب جرح کے دوران قبلہ رخ ہوکر کھڑا ہوگیا۔ میں جرح کے اقوال پیش کرتا وہ کہتا: اللہ میری توبہ! اللہ میری توبہ! یہ اس راوی کو اتنا برا کہہ رہا ہے۔ وہ عوام الناس کو تاثر دے رہا تھا کہ امین ایک محدث کے بارے میں اتنی بڑی بدگوئی کر رہا ہے۔ میں بھی اس کی چالبازی کو سمجھ گیا تو میں نے بھی قبلہ رخ کھڑے ہوکر ہاتھ اٹھا کر دعا شروع کر دی کہ اے اللہ! رو پڑی سے توبہ کرانا میرا کام تھا، اس کی دعا کو قبول کرنا تیرا کام ہے۔ وہ فوراً بیٹھ گیا۔

6: اہل باطل جب مناظرہ کا چیلنج دیں تو ان کو کہا جائے کہ اپنی جماعت کے لیٹر پیڈ پر یہ چیلنج تحریری طور پر دیں جس پر ان کے چند معتبر آدمیوں کے دستخط ہوں۔ ان کے چیلنج کی دی ہوئی تحریر اپنے پاس محفوظ رکھ لیں اور ان کے چیلنج کے جواب میں یہ تحریر لکھ دیں کہ فلاں فلاں غیر مقلد نے ہمیں تحریری طور پر ہمیں مناظرہ کا چیلنج دیا ہے، ہم اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں۔ صرف زبانی چیلنج پر اکتفاء نہ کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل باطل آپ کے ساتھ مناظرہ طے کر کے خود پولیس انتظامیہ کے پاس پہلے پہنچ جائیں گے اور آپ کو فرقہ واریت کا مجرم اور قصور وار بنانے کی کوشش کریں گے مگر جب ان کی طرف سے مناظرہ کے چیلنج کی تحریر آپ کے پاس ہوگی تو وہ آپ کو قصور وار نہ ٹھہرا سکیں گے۔

7: موضوع مناظرہ اور شرائط مناظرہ اپنے مناظرین علماء کے مشورہ کے بغیر ہرگز طے نہ کریں۔ بلکہ مناظرین علماء کے ساتھ رابطہ کریں اور وہ جیسے کہیں اس کے مطابق موضوع اور شرائط طے کریں اور اگر رابطہ نہ ہو سکے تو اپنی تحریر پر یوں لکھ دیں کہ موضوع مناظرہ کی تفصیل اور شرائط مناظرہ خود مناظرین طے کریں گے۔

8: ہمیشہ مناظرہ میں ایک فریق مدعی ہوتا ہے دوسرا مجیب۔ مدعی اپنے دعویٰ پر دلائل پیش کرتا ہے، مجیب ان دلائل کا جواب دیتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہونا چاہئے کہ مناظرہ کے نصف وقت میں ایک فریق مدعی ہو اور دوسرا فریق مجیب ہو اور یہ طے ہو جائے کہ مدعی مثلاً تین دلیلیں اس ترتیب سے پیش کرے گا کہ وہ پہلے ایک دلیل پیش کرے اس کیلئے پانچ منٹ ہوں گے۔ کیونکہ دلیل دینے کیلئے زیادہ وقت کی ضرورت نہیں ہوتی اور مجیب کے لئے دس منٹ ہوں۔ کہ جواب دینے کے لیے زیادہ وقت درکار ہوتا ہے۔

اس کے بعد اس دلیل پر مزید بحث کے لیے دونوں کا وقت برابر ہو۔ پھر اس دلیل پر ثالث حضرات اپنا فیصلہ لکھ کر اپنے پاس محفوظ کر لیں کہ مجیب نے اس دلیل کا جواب دے دیا ہے

اور دلیل ختم ہو گئی ہے، یا جواب نہیں دے سکا اور دلیل قائم و دائم ہے۔ پھر دوسری اور تیسری دلیل میں بھی یہی طریقہ ہو۔

باقی نصف وقت میں جو پہلے مدعی تھا وہ مجیب بنے اور جو مجیب تھا وہ مدعی بنے، وہ بھی مذکورہ بالا طریقہ اور ترتیب کے مطابق اپنے دعویٰ پر تین دلیلیں پیش کرے اور مجیب اس کا جواب دے اور ہر دلیل پر ثالث حضرات اپنا فیصلہ محفوظ کرتے جائیں۔ اخیر میں ثالث حضرات اپنا تفصیلی فیصلہ تحریر کر کے سنا دیں۔ اس طریقہ کے مطابق سامعین کو بات خوب سمجھ آتی ہے۔ لیکن آج کل مناظرین میں ہر مناظر بیک وقت مدعی بھی ہوتا ہے اور مجیب بھی جس کی وجہ سے سامعین کو پوری طرح بات سمجھ نہیں آتی اور وہ کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔

9: مناظرہ کے سامعین سنی علماء اور عوام کی خدمت میں ایک گذارش ہے کہ مناظرہ کے بعد ان کا رویہ و طرز عمل کافی حد تک قابل اصلاح ہے۔ ہوتا یوں ہے کہ اہل باطل کے مناظر نے اگر ایک بات کا جواب دیا ہے دس باتوں کا جواب نہیں دیا تو اہل باطل اپنے مناظر کے اس ایک جواب کا خوب چرچا کریں گے اور جن دس باتوں کا اس نے جواب نہیں دیا ان کا نام بھی نہیں لیں گے۔ جبکہ ہمارے سنی علماء و عوام کا رویہ اور طرز عمل یہ ہوتا ہے کہ سنی مناظر نے مخالف کی دس باتوں کا ٹھوک بجا کر جواب دیا لیکن اتفاقاً کسی وجہ سے ایک بات کا جواب رہ گیا تو وہ اپنے مناظر کی دس باتوں کے جوابات کو نہ یاد رکھیں گے اور نہ ان کا تذکرہ کریں اور نہ اس کی اس خوبی کو ظاہر کریں گے اور جس ایک بات کا جواب رہ گیا تھا اس کا خود پروپیگنڈہ شروع کر دیں گے کہ یار ہمارے مناظر نے مناظرہ تو بہت اچھا کیا لیکن ان کی اس بات کا جواب نہیں دیا۔

باقی مناظرے کے لیے تفصیلی اصول و قواعد مناظر اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن ناظم اعلیٰ اتحاد اہل السنّت والجماعت نے بڑی جامعیت اور حسن ترتیب کے ساتھ نہایت سہل اور مختصر انداز میں تحریر کر دیئے ہیں جن پر نہ کسی اضافہ کی گنجائش ہے اور نہ ضرورت،۔ یہ اصول و قواعد ہر مناظر کی بنیادی ضرورت ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو تمام شرور و فتن سے محفوظ رکھے اور تادم زیست زیادہ سے زیادہ مسلک حق کی خدمت کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

0........................0

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصول مناظرہ

مناظر کیلئے اصول مناظرہ کے حوالے سے دس باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

1۔ علم مناظرہ 2۔ موضوع علم مناظرہ 3۔ غرض علم مناظرہ
4۔ مناظرہ 5۔ طریقہ مناظرہ 6۔ ثبوت مناظرہ
7۔ حکم مناظرہ 8۔ آداب مناظرہ 9۔ متعلقاتِ مناظرہ
10۔ حیثیت واہمیت مناظرہ

1: تعریف علم مناظرہ:

''هُوَ عِلْمٌ يُّعْرَفُ بِهٖ كَيْفِيَّةُ آدَابِ اِثْبَاتِ الْمَطْلُوْبِ اَوْ نَفْيِهٖ اَوْنَفْيِ دَلِيْلِهٖ مَعَ الْخَصْمِ.''

ترجمہ: علم مناظرہ وہ علم ہے جس میں اپنے دعویٰ کے اثبات اور فریق مخالف کے دعویٰ یا اس کی دلیل کو توڑنے کے طریقے معلوم کئے جائیں۔

2: موضوع علم مناظرہ:

''أَلْاَدِلَّةُ مِنْ حَيْثُ أَنَّهَا تُثْبِتُ الْمُدَّعٰى عَلَى الْغَيْرِ''

ترجمہ: وہ دلائل جو دوسرے کے خلاف دعویٰ کو ثابت کردیں۔

3: غرض علم مناظرہ:

''صِيَانَةُ الذِّهْنِ عَنِ الْخَطَأِ فِي الْوُصُوْلِ اِلَى الْمَطْلُوْبِ''

ترجمہ: مقصود تک پہنچنے میں ذہن کو غلطی سے بچانا۔

4: مناظرہ:

لغوی معنی: (۱) اگر مناظرہ ''نظیر'' سے مشتق ہو تو معنی ہوگا ''ہم مثل ہونا''۔ اسی لئے کہتے ہیں: ''يَنْبَغِيْ لِلْمُنَاظَرَيْنِ أَنْ يَّكُوْنَا مُتَسَاوِيَيْنِ فِي الْعِلْمِ'' یعنی دونوں مناظروں کو علم میں ہم پلہ ہونا چاہئے۔

فائدہ: ''تساوی فی العلم'' امر تقریبی ہے۔ مثلاً دونوں مناظر اپنے اپنے مسلک کے وفاق کے فاضل ہوں۔

(۲) اگر مناظرہ ''نظر'' بمعنی ''رؤیت'' سے مشتق ہو تو معنی ہوگا ''ایک دوسرے کو دیکھنا''۔ اسی لئے کہتے ہیں: ''يَنْبَغِيْ لِلْمُنَاظِرَيْنِ أَنْ يُّبْصِرَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الْآخَرَ'' یعنی مناظرین

کو چاہئے کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھتا رہے۔

(۳) اگر مناظرہ ''نظر'' بمعنی ''غور و فکر'' سے مشتق ہو تو معنی ہوگا ایک دوسرے کے کلام میں غور و فکر کرنا۔ اسی لئے کہتے ہیں: ''یَنۡبَغِیۡ لِلۡمُنَاظَرِیۡنِ أَنۡ یَتَفَکَّرَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا فِیۡ کَلَامِ الۡآخَرِ'' یعنی دونوں مناظروں میں سے ہر ایک کو دوسرے کے کلام میں غور و فکر کرنا چاہئے۔

(۴) اگر مناظرہ ''نظر'' بمعنی ''انتظار'' سے مشتق ہو تو معنی ہوگا ''انتظار کرنا''۔ اسی لئے کہتے ہیں: ''یَنۡبَغِیۡ لِلۡمُنَاظِرَیۡنِ أَنۡ یَّنۡتَظِرَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا اِنۡتِهَاءَ کَلَامِ الۡآخَرِ'' یعنی مناظرین میں سے ہر ایک کو دوسرے کے کلام ختم ہونے کا انتظار کرنا چاہئے۔

اصطلاحی معنی: ''تَوَجُّهُ الۡمُتَخَاصِمَیۡنِ فِیۡ النِّسۡبَةِ بَیۡنَ الشَّیۡئَیۡنِ اِظۡهَارًا لِّلصَّوَابِ.''

ترجمہ: دو چیزوں کے درمیان نسبت کے بارے میں درست بات کو ثابت کرنے کیلئے فریقین کا گفتگو کرنا۔

فائدہ نمبر۱: لغوی و اصطلاحی معنی کا مطلب:

لغوی معنی: لفظ کا اصلی معنی جو اہل زبان مراد لیتے ہیں۔

اصطلاحی معنی: لفظ کا وہ معنی جو اہل زبان یا اہل علاقہ یا اہل فن مراد لیتے ہیں۔

فائدہ نمبر۲: نسبت سے ''نسبة تامه خبریه بین الشیئین'' مراد ہے، کیونکہ نسبت ناقصہ اور نسبت تامہ انشائیہ میں مناظرہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے کہتے ہیں: ''لَا یَتَحَقَّقُ الۡمُنَاظَرَةُ فِی النِّسۡبَةِ النَّاقِصَةِ بَیۡنَ الشَّیۡئَیۡنِ وَلَا فِی الۡاِنۡشَائِیَّاتِ.''

فائدہ نمبر۳: مناظرہ، مجادلہ اور مکابرہ میں فرق:

مناظرہ: ''تَوَجُّهُ الۡمُتَخَاصِمَیۡنِ فِیۡ النِّسۡبَةِ بَیۡنَ الشَّیۡئَیۡنِ اِظۡهَارًا لِّلصَّوَاب.''

ترجمہ: دو چیزوں کے درمیان نسبت کے بارے میں درست بات کو ثابت کرنے کیلئے فریقین کا گفتگو کرنا۔

مجادلہ: ''أَلۡمُنَازَعَةُ لَا لِاِظۡهَارِ الصَّوَابِ بَلۡ لِاِلۡزَامِ الۡخَصۡمِ.''

ترجمہ: فریقین کا اثبات حق کیلئے نہیں بلکہ فریق مخالف کو چپ اور رسوا کرنے کیلئے گفتگو کرنا۔

مکابرہ: ''أَلۡمُنَازَعَةُ لَا لِاِظۡهَارِ الصَّوَابِ وَلَا لِاِلۡزَامِ الۡخَصۡمِ.''

ترجمہ: فریقین کا اثبات حق اور فریق مخالف کو خاموش کرانے کے علاوہ کسی اور مقصد مثلاً شہرت وغیرہ کیلئے گفتگو کرنا۔

5۔ طریقہ مناظرہ:

فریقین میں سے ایک مدعی اور دوسرا مدعی علیہ ہو۔ مدعی کو معلل، مجیب اور مدعی علیہ کو منکر، سائل اور نافی بھی کہتے ہیں۔

مدعی: ''مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِإِ ثْبَاتِ الْحُكْمِ بِالدَّلِيْلِ أَوِ التَّنْبِيْهِ.''

ترجمہ: مدعی وہ ہے جو دعویٰ کو دلیل یا تنبیہ کے ساتھ ثابت کرنے کی ذمہ داری قبول کرلے۔

سائل: ''مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِنَفْيِ الْحُكْمِ.''

ترجمہ: سائل وہ شخص ہے جو مدعی کے دعویٰ کو توڑنے کی ذمہ داری قبول کرے۔

فائدہ نمبر۱:

دلیل: دلیل کی عموماً دو تعریفیں کی جاتی ہیں۔

1۔ ''أَلْمُرَكَّبُ مِنَ الْقَضِيَتَيْنِ لِلتَّعَدِّىْ اِلٰى مَجْهُوْلٍ نَظْرِىٍّ.''

ترجمہ: مجہول نظری تک پہنچنے کیلئے دو قضیوں سے مرکب شئی کو ''دلیل'' کہتے ہیں۔

2۔ ''مَا يَلْزَمُ مِنَ الْعِلْمَ بِهِ الْعِلْمُ بِشَيْءٍ آخَرَ.''

ترجمہ: دلیل وہ چیز ہے جس کے علم سے دوسری چیز کا علم ازخود ہو جائے۔

تنبیہ: دعویٰ کے خفاء کو جس وضاحت سے دور کریں اس وضاحت کو ''تنبیہ'' کہتے ہیں۔ مثلاً ہمارا دعویٰ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں، اس پر دلیل ''أَلْاَنْبِيَـــاءُ أَحْيَـــاءٌ فِـيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ'' (مسند ابی یعلی ج۶ ص۱۴۷، رقم الحدیث ۳۴۲۵) ہے۔
اس پر اہل بدعت یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے زندہ باپ کو قبر میں دفن نہیں کرتا۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں تو کیا صحابہ رضی اللہ عنہم (العیاذ باللہ) اتنے ظالم تھے کہ زندہ نبی کو دفن کر دیا؟ جواب دیتے ہوئے ہم نے اپنے دعویٰ کی وضاحت یوں کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم دنیا میں فوت ہوئے اور عالم برزخ میں زندہ ہیں۔

فائدہ نمبر۲: دعویٰ کبھی اثباتاً ہوتا ہے، جیسے کوئی غیر مقلد کہے فاتحہ خلف الامام ''فرض'' ہے اور کبھی نفیاً ہوتا ہے، جیسے کوئی غیر مقلد کہے کہ مقتدی کی نماز امام کے پیچھے بغیر فاتحہ کے نہیں ہوتی۔

فائدہ نمبر۳: مدعی نے چونکہ اپنا دعویٰ ثابت کرنا ہوتا ہے اس لئے پہلی ٹرم (نشست) مدعی کی ہوتی ہے اور مدعی نے چونکہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کی ذمہ داری لی ہے اس لئے مناظرہ میں آخری ٹرم بھی مدعی کی ہوتی ہے۔

فائدہ نمبر۴: آخری ٹرم میں مدعی کوئی نئی دلیل پیش نہیں کرسکتا، البتہ یہ بیان کرسکتا ہے کہ اس نے کس کس دلیل سے اور کیسے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا ہے۔

6۔ ثبوت مناظرہ:

ا: **قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: أَلَمْ تَرَاِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرَاھِیْمَ فِیْ رَبِّہٖ اَنْ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْمُلْکَ اِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ قَالَ أَنَا اُحْیِ وَاُمِیْتُ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ .**

(سورۃ البقرۃ:257)

ترجمہ: (اے نبی!) کیا آپ نے اس کو بھی دیکھا کہ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کے رب کے معاملہ میں حجت کی تھی اس غرور میں آکر کہ اس کو خدا نے سلطنت دی تھی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے کہ جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اس نے کہا میں بھی تو زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میرا رب تو آفتاب کو مشرق سے نکالا کرتا ہے سو تو اس کو مغرب کی طرف سے نکال دے، تب وہ کافر حیران رہ گیا اور اللہ تعالیٰ ناانصاف لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

۲: **قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ أَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَأَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ أَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ.** **(سورۃالنحل:125)**

ترجمہ: اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت اور عمدہ وعظ سے بلایئے اور ان سے بحث بھی کرو تو پسندیدہ طریقہ سے کرو۔ آپ کے رب کو خوب معلوم ہے کہ کون اس کے رستہ سے بہکا ہوا ہے اور ان کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہیں۔

اس آیت کے تحت علامہ ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمہ اللہ م 710ھ لکھتے ہیں:

”وَھُوَ رَدٌّ عَلٰی مَنْ یَاْبیٰ الْمُنَاظَرَۃَ فِی الدِّیْنِ“

(مدارک التنزیل للنسفی ج۱ص۲۰۷)

ترجمہ :اس آیت میں اس آدمی کی تردید ہے جو دین میں مناظرہ کا قائل نہیں۔

حاشیہ جلالین میں اس آیت کے تحت لکھا ہے:

”أَلْمُجَادَلَۃُ ھِیَ الْمُنَازَعَۃُ لَا لِاِظْھَارِ الصَّوَابِ بَلْ لِاِ لْزَامِ الْخَصْمِ کَمَا فِی الرَّشِیْدِیَّۃِ لٰکِنَّ الْمُرَادُ ھٰھُنَا الْمُنَاظَرَۃُ وَالْجَدَلُ الْاَحْسَنُ أَنْ یَّکُوْنَ دَلِیْلاً مُرَکَّباً

مِنْ مُّقَدَّمَاتٍ مُسَلَّمَةٍ فِی الْمَشْهُوْرِ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ وَ مُقَدَّمَاتٍ مُسَلَّمَةٍ عِنْدَ ذٰلِکَ الْقَائِلِ هٰکَذَا فِی الْکَبِیْرِ" (حاشیہ جلالین ص228)

ترجمہ: فریقین کا اظہار صواب کیلئے نہیں بلکہ فریق مخالف کو چپ کرانے کیلئے گفتگو کرنا "مجادلہ ہے" جیسا کہ رشیدیہ میں ہے، لیکن یہاں مراد مناظرہ ہے اور بہترین مناظرہ وہ ہے جس میں دلیل ایسی ہو جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جو مشہور قول کے مطابق جمہور کے ہاں ثابت شدہ ہیں یا فریق مخالف کے ہاں ثابت شدہ ہیں، اسی طرح تفسیر کبیر میں ہے۔

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اے نبی! دعوت دے اور بلا تو اپنے پروردگار کی راہ کی طرف علم و حکمت کی باتوں کے ساتھ اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور اگر بحث و مباحثہ کا وقت آن پڑے تو نہایت عمدہ طریقے کے ساتھ ان سے مناظرہ کرو" (معارف القرآن ج4 ص 426)

7: حکم مناظرہ: علامہ علاء الدین محمد بن علی الحصکفی الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اَلْمُنَاظَرَةُ فِی الْعِلْمِ لِنُصْرَةِالْحَقِّ عِبَادَةٌ وَلَا حَدِ ثَلاثَةٍ حَرَامٌ، لِقَهْرِ مُسْلِمٍ، وَاِظْهَارِ عِلْمٍ، وَنَیْلِ دُنْیَا أَوْمَالٍ أَوْقُبُوْلٍ"۔(الدر المختار لعلاء الدین الحصکفی ج۹ص۶۰۶ کتاب الحظر و الاباحة، باب الاستبراء و غیره)

ترجمہ: دین حق کی مدد کیلئے مناظرہ کرنا عبادت ہے اور مسلمان کو ذلیل کرنے، اپنے علم کے اظہار اور دنیا، دولت یا عوام میں مقبولیت پیدا کرنے کیلئے مناظرہ کرنا حرام ہے۔

8: آداب مناظرہ:

۱: مناظر صاحب علم ہو۔

۲: مافی الضمیر کو وضاحت کے ساتھ بیان کر سکتا ہو۔

۳: مناظر بے جھجک ہو۔

۴: آواز قدرے بلند ہو۔

۵: گرفت مضبوط ہو۔

۶: الفاظ مہذب اور شائستہ استعمال کرے۔

۷: اپنے مخالف کو کمزور نہ سمجھے۔

۸: اپنے اصولوں سے پیچھے نہ ہٹے۔

۹: دوران مناظرہ سامعین کو اپنی طرف متوجہ کئے رکھے۔

۱۰: اگر مناظرہ اہل علم میں ہو تو اصطلاحی الفاظ استعمال کرے اور اگر عوام میں ہو تو عام فہم الفاظ استعمال کرے۔

9: متعلقات مناظرہ:

مناظرہ طے کرتے وقت دس چیزیں مخالف مناظر سے لکھوا لینی چاہئیں۔

موضوع، دعوی، مناظر، معاون مناظر، صدر مناظر، شرائط، دلائل، مقام، تاریخ اور وقت۔

۱: موضوع:

اس سے مراد وہ عنوان ہے جس پر مناظرہ ہو رہا ہے۔ مثلاً عقائد پر مناظرہ ہے تو کون سا عقیدہ ہے؟ اگر مسائل پر ہے تو کون سا مسئلہ ہے؟

۲: دعوی:

جس عقیدہ یا مسئلہ پر مناظرہ ہو اس عقیدہ یا مسئلہ کے بارے میں موقف کو ''دعوی'' کہتے ہیں۔

۳: مناظر:

مدعی کے دعوی کو ثابت کرنے یا منکر کی طرف سے اس کے دعوی کو توڑنے والے شخص کو ''مناظر'' کہتے ہیں۔

فائدہ نمبر۱: بہتر یہ ہے کہ مناظر کا تعین مناظرہ طے کرتے وقت کر لیا جائے ورنہ مناظرہ کے وقت بھی مناظر کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

فائدہ نمبر۲: مناظر کو چاہئے کہ اپنے پاس ایک نوٹ بک رکھے اور فریق مخالف کی گفتگو کے دوران جو بات ذہن میں آئے یا جو بات اپنی ٹرم میں بیان کرنی ہو اس کو نمبر وار لکھتا جائے۔

۴: معاون:

مناظر کی معاونت کیلئے جو آدمی مقرر کیا جائے اس کو ''معاون'' یا ''معین مناظر'' کہتے ہیں، جس کے ذمہ حوالہ جات تلاش کر کے مناظر کو دینا یا مناظر کو کوئی بات یاد دلانا ہوتا ہے۔

فائدہ نمبر۱: معاون مناظر ایک سے زائد بھی مقرر کئے جا سکتے ہیں۔

فائدہ نمبر۲: معاون مناظر کو چاہئے کہ مناظر کو زبانی بات یاد دلانے کی بجائے پرچی پر لکھ دے۔

۵: صدر مناظر:

مناظرہ کنٹرول کرنے والے آدمی کو صدر مناظر کہتے ہیں۔

فائدہ نمبرا: مخالف مناظر اگر موضوع سے ہٹ کر بات کرے یا شرائط کے مطابق بات نہ کرے تو صدر مناظر بواسطہ مخالف صدر مناظر کے مناظر سے موضوع اور شرائط کی پابندی کراتا ہے۔

فائدہ نمبر۲: صدر مناظر مضبوط ہو تو مناظر کی بعض کوتاہیوں کا تدارک بھی کر سکتا ہے۔

فائد نمبر۳: صدر مناظر کو ''صدر مناظرہ'' بھی کہتے ہیں۔

۶: شرائط: مناظرہ کیلئے جو قواعد طے کئے جاتے ہیں ان کو ''شرائط'' کہتے ہیں۔

فائدہ: مناظر کو چاہئے کہ لکھی ہوئی شرائط کے مطابق گفتگو کرے اور مخالف مناظر کو بذریعہ صدر مناظر کے اس کا پابند کرے۔

۷: دلائل: مناظرہ طے کرتے وقت یہ بات لکھوالینی چاہیے کہ مخالف مناظر ادلہ اربعہ [قرآن، سنت، اجماع اور قیاس] میں سے کن دلائل کو مانتا ہے اور کن دلائل سے گفتگو کرے گا۔

فائدہ: اگر ایک ہی نسبت رکھنے والے دو فریقوں کے درمیان مناظرہ ہو تو مناظرہ طے کرتے وقت یہ بات لکھوالیں کہ ہر فریق بطور دلیل صرف اس منسوب الیہ شخصیت کی عبارات کو پیش کرنے کا پابند ہوگا، جن کی طرف یہ اپنی نسبت کرتا ہے۔ مثلاً اگر دیوبندی اور بریلوی میں مناظرہ ہو اور موضوع مثلاً انگوٹھے چومنا، جنازہ کے بعد دعا، قُل وغیرہ ہو تو فریقین اپنے اپنے موقف پر فقہ حنفی کے پابند ہوں گے، اس لئے کہ فریقین خود کو ''حنفی'' کہلاتے ہیں۔ اگر دیوبند کی طرف نسبت کرنے والے دو فریقین کے درمیان مثلاً حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سماع الصلوۃ والسلام عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، عرض اعمال، مسئلہ توسل اور سماع موتی پر مناظرہ ہو تو فریقین متفق علیہ اکابر کی عبارات کو پیش کرنے کے پابند ہوں گے، اس لئے کہ دونوں خود کو دیوبندی کہلاتے ہیں۔

۸: مقام: وہ جگہ جہاں پر مناظرہ کرنا ہے۔

فائدہ: مقام مناظرہ ممکن حد تک ہمیشہ ایسی جگہ کو طے کرنا چاہئے جو سو فیصد اپنی ہو۔

۹: تاریخ: مناظرہ طے کرتے وقت تاریخ متعین کرنی چاہئے اور تاریخ لکھتے وقت مہینہ اور سن ضرور لکھنا چاہئے اور یہ لکھیں کہ تاریخ ہجری ہوگی یا عیسوی۔

۱۰: وقت: وقت سے مراد مناظرہ شروع کرنے کا وقت ہے، کہ کتنے بجے مناظرہ ہوگا۔

فائدہ نمبرا: مناظرہ شروع کرنے کا وقت لکھتے وقت یہ ضرور لکھیں۔

وقت دن کا ہوگا یا رات کا ہوگا؟

مناظرہ کا دورانیہ کتنے وقت پر مشتمل ہوگا؟
مناظرہ کی ہر ٹرم کا وقت کتنا ہوگا؟ یعنی ہر ٹرم کتنے وقت پر مشتمل ہوگی؟
فائدہ نمبر۲: پہلی ٹرم کا وقت نسبتاً زیادہ رکھنا چاہئے کیونکہ پہلی ٹرم میں ہر مناظر نے اپنے دلائل کے علاوہ اپنے خطبہ، اپنے دعوی اوراس کی وضاحت بھی کرنی ہوتی ہے۔
فائدہ نمبر۳: وقت بتانے کیلئے ٹائم کیپر بھی متعین کرنا چاہیے جو ہر مناظر کواس کا وقت ختم ہونے پر روکے۔
10: حیثیت واہمیت مناظرہ: مناظرہ علمی دلائل کی جنگ کا نام ہے اور جنگ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاارشادگرامی ہے:
"أَيُّهَاالنَّاسُ لَا تَمَنَّوُا لِقَاءَ الْعَدُوِّوَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ،فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْاوَاعْلَمُوْ اانَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلاَلِ السُّيُوْفِ"
(صحیح البخاری ج۱ص۴۲۴ کتاب الجهاد ،باب لاتمنوا لقاء العدو)
ترجمہ: اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرواور اللہ سے عافیت مانگو۔ہاں جب ان سے لڑائی ہوجائے تو ڈٹے رہواور جان لوکہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔
اورقرآن کریم میں بھی ﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ .الآية﴾ (النحل:125) سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ طرق دعوت میں مناظرہ کا تیسرانمبر ہے۔اس لئے ہم بھی کہتے ہیں کہ باطل کوسمجھانے کیلئے اول نمبر پر حکمت یعنی دلائل، دوسرے نمبر پر وعظ ونصیحت سے کام لینا چاہئے اوراگراحقاق حق اورابطال باطل کی مناظرہ کے علاوہ کوئی اورصورت ممکن نہ ہوتو تیسرے نمبر پر اللہ کاحکم اورعبادت سمجھ کرمناظرہ کرنا چاہیے۔
ہمارے حضرات اکابر کے ہاں مناظرہ کی اہمیت معلوم کرنے کیلئے زبدۃ المحد ثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کا ایمان افروز واقعہ کافی ہے۔چنانچہ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی مدنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:
"مولوی فاروق احمد صاحب انبیٹھوی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ سفرحج کو جاتے ہوئے راستہ میں مولوی دیدارعلی اَلوَرِی کی طرف سے آپ کوعین اس وقت دعوت مناظرہ دی گئی جب کہ آپ جہاز میں سوار ہونے کو تیار تھے۔آپ کے رفقاء نے جواب دیا کہ اس وقت تو گنجائش نہیں کہ جہاز تیاراورآخری ہے۔البتہ واپسی پر مناظرہ ہوگا،مگرآپ نے سنا تو بے ساختہ فرمایا کہ نہیں!نہیں! ہم تیار ہیں۔کل کوہم قیام کریں گے اورصبح مناظرہ ہوگا۔مولوی صاحب سے کہنا کہ